المیزان انویسٹمنٹ میں سرمایہ کاری کرنا

(اسلامک میوچل فنڈز اور اسٹاک مارکیٹ کے شیئرز کا حکم)

ادارہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

میرا نام ذیشان اللہ ہے اور میں ایک مقامی دواساز کمپنی میں ملازمت کرتا ہوں۔ میری بہت معقول تنخواہ ہے اور اس میں ہر سال کمپنی کی طرف سے اضافہ بھی ہوتا ہے۔ میری اس تنخواہ میں سے ہر مہینے انکم ٹیکس کٹتا ہے جو کمپنی خود کاٹ کر حکومت کے ادارے F.B.R کو جمع کرادیتی ہے۔ حکومت کے قانون کے مطابق جس کی جتنی زیادہ تنخواہ ہوتی ہے اس کا اتنا ہی زیادہ ٹیکس کٹتا ہے۔ چونکہ میری تنخواہ زیادہ ہے، اس وجہ سے میری تنخواہ کا تقریباً ۲۵٪ (پچیس فیصد) انکم ٹیکس کی مد میں کٹتا ہے اور حکومت کو جمع ہوجاتا ہے۔

حکومتِ پاکستان نے سن ۲۰۰۱ء میں ایک انکم ٹیکس آرڈیننس جاری کیا جس کے مطابق اگر کوئی ملازمت پیشہ یا کاروباری فرد کسی جگہ اپنے پیسے لگائے (investment) تو حکومت کی جانب سے ٹیکس میں کمی ہوگی اور حکومت اس کو انکم ٹیکس میں کچھ چھوٹ دے گی۔

عرض یہ ہے کہ چونکہ میری تنخواہ کا ایک اچھا خاصہ حصہ (پیسے-Amount) انکم ٹیکس میں کٹتے ہیں، اس لیے میں حکومت کی اس پیشکش سے فائدہ اُٹھانا چاہتا ہوں اور اپنے پیسے invest کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت پاکستان میں بہت سے ادارے ہیں جو اس طرح کی سرمایہ کاری کا کام کرتے ہیں، ان میں سے شرعی اور غیر شرعی ادارے دونوں ہیں۔ میں اپنے پیسے ''المیزان انویسٹمنٹ'' میں لگانا چاہتا ہوں جو کہ دارالعلوم کورنگی (مفتی تقی عثمانی صاحب) سے منظور شدہ ہے۔ المیزان انویسٹمنٹ والے ان اداروں میں پیسہ لگاتے ہیں جو کام شرعی طور پر درست ہیں جیسے تیل کی کمپنی، سیمنٹ بنانے والی کمپنی، بجلی

بنانے والی کمپنی وغیرہ۔ المیزان انویسٹمنٹ ان اداروں کے شیئرز (Shares) میں پیسے لگاتی ہیں جو اسٹاک ایکسچینج (Stock Exchange) میں ہوتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ:

ا:- کیا میرا حکومت کی مہیا کردہ سہولت لینا جائز ہے، جس میں اگر میں ''المیزان'' میں انویسٹ کروں تو میرا انکم ٹیکس کم کٹے گا اور مجھے حکومت کی جانب سے چھوٹ ملے گی؟

۲:- اس کے ساتھ ساتھ میری سرمایہ کاری جو ''المیزان انویسٹمنٹ'' میں کروں گا، اس کا مجھے نفع ملے گا۔ کیا یہ نفع میرے لیے شرعاً جائز ہے؟ چونکہ المیزان انویسٹمنٹ میں سرمایہ کاری کرنے سے میرا سرمایہ (Stock Exchange) اسٹاک ایکسچینج میں لگے گا جس میں نفع نقصان دونوں ہو سکتے ہیں، تو کیا یہ جائز ہوگا؟

۳:- اگر اس انویسٹمنٹ کا نفع میرے لیے شرعاً جائز نہیں ہوگا تو کیا میں صرف حکومت کی سہولت (جو کہ انکم ٹیکس کم ہونے کی صورت میں ہے) حاصل کرنے کے لیے یہ انویسٹمنٹ کرسکتا ہوں؟ اور جو نفع اس انویسٹمنٹ سے آئے اس کو میں نہ لوں یا پھر لے کر اپنے استعمال میں نہ لاؤں اور کسی ضرورت مند کو دے دوں تو جائز ہے؟ یا پھر یہ کام میں انکم ٹیکس کی سہولت کے لیے بھی نہیں کرسکتا؟

برائے مہربانی اس مسئلے میں میری رہنمائی فرمائیں۔ شکریہ

ذیشان اللہ، فیڈرل بی ایریا، کراچی

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ مروجہ اسلامی میوچل فنڈز کے طریقہ کار کا خلاصہ یہ ہے کہ:

انویسٹر بطور مؤکل کے اپنی رقم فنڈز والوں کو پیش کرتا ہے۔ فنڈز والے انویسٹر کی رقم اور اس کی ضروریات کے مطابق مختلف شعبوں میں سے کسی ایک شعبہ کی طرف اس کی رہنمائی کرتے ہیں۔ فنڈز والے اس کی رقم کو بطور وکیل کے کل پانچ مدات میں لگاتے ہیں:

ا:- اسٹاک ایکسچینج

۲:- اسلامی بینکوں کے منافع بخش اکاؤنٹس

۳:- گورنمنٹ کے صکوک

۴:- پرائیویٹ کمپنیوں کے صکوک

۵:-سونا اور چاندی کی مارکیٹ

اس خدمت کے عوض یہ ادارے فیس وصول کرتے ہیں۔ (بحوالہ فتوی نمبر: ۸۱۴۷، جاری شدہ از دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، مورخہ: ۱۳-۰۴-۱۴۳۸ھ، ۲۰۱۷-۰۱-۱۲ء)

ان اداروں میں سرمایہ کاری کے لیے شرعی حکم یہ ہے کہ اسلامی بینکوں کے منافع بخش اکاؤنٹس، اور صکوک میں سرمایہ کاری کرنا درست نہیں، اس لیے کہ اس میں ایسے طریقوں اور حیلوں کو استعمال کیا جاتا ہے جن کو اسلامی کہنا یا سود سے پاک کہنا درست نہیں۔

البتہ پہلی مد جس میں کہ یہ ادارہ اسٹاک ایکسچینج میں سرمایہ کاری کر کے شیئرز کی خرید وفروخت کرتا ہے، اس میں کاروبار کرنے کے لیے شیئرز کے کاروبار کے سلسلے میں جو شرائط بیان کی جاتی ہیں ان کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ ان شرائط کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱:- کمپنی کا اصل کاروبار حلال ہو، سودی کاروبار یا ممنوعہ چیزوں کا کاروبار نہ ہو۔

۲:- کمپنی کی غالب آمدنی حلال ہو۔

۳:- جب تک مشتری کے پاس شیئرز کا قبضہ نہ آئے تب تک اس کو آگے نہ بیچے۔ اور موجودہ زمانے کے قبضہ کے لیے ضروری ہے کہ سی ڈی سی کے اکاؤنٹس میں شیئرز مشتری کے نام منتقل ہو جائیں۔

۴:- شیئرز کی شارٹ سیل (یعنی مشتری کی ملکیت میں شیئر آنے سے پہلے آگے بیچنا) اور فارورڈ سیل (یعنی بیع کو مستقبل کے زمانے کی طرف نسبت کرنا) نہ کی جائے۔

۵:- اس کمپنی کے شیئرز کی مارکیٹ ویلیو مائع اثاثوں جیسے نقد کی قیمت سے زیادہ ہو۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر مذکورہ میوچل فنڈز والے ان شرائط کا لحاظ کرتے ہوں تو سائل کے لیے اس ادارے کے شیئرز کی خرید وفروخت والے حصہ میں سرمایہ کاری کرنے کی گنجائش ہوسکتی ہے، مگر فی زمانہ اسٹاک مارکیٹ میں شیئرز کے کاروبار کے لیے بیان کردہ شرائط کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، شرائط کے ساتھ اسٹاک ایکسچینج کے کاروبار کو جائز بتانے والے فتاویٰ کو صرف بیانِ جواز کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، شرائط کے لحاظ کی کوئی ضمانت یا یقین دہانی نہیں ہوتی، اس لیے اسٹاک ایکسچینج کے کاروبار کے جواز کا فتویٰ مشکل ہو رہا ہے۔

لہٰذا اسٹاک مارکیٹ کے شیئرز کی خرید وفروخت سے وابستہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے معاملات میں درج بالا شرائط کی موجودگی کی مکمل یقین دہانی حاصل کریں یا پھر اسٹاک مارکیٹ کے

کاروبار سے علیحدہ رہیں:

’’فنقول من حکم المبیع إذا کان منقولا أن لایجوز بیعهٗ قبل القبض إلٰی أن قال وأما إذا تصرف فیه مع بائعهٖ فإن باعهٗ منه لم یجز بیعه أصلا قبل القبض.‘‘ (الفتاویٰ الہندیۃ: ج:۳،ص:۱۳، الفصل الثالث فی معرفۃ المبیع والثمن والتصرف)

’’قال العلامة ابن عابدینؒ: وهو لایصح به القبض ..... وقید بالقبض لأن العقد فی ذاتهٖ صحیح غیر أنهٗ لایجب علی المشتری دفع الثمن لعدم القبض.‘‘

(ردالمحتار: ج:۴،ص:۴۸، مطلب اشتریٰ دارا ماجورۃ لایطالب بالثمن قبل قبضہا)

’’آکل الربا وکاسب الحرام أهدی إلیه أو أضافه، وغالب ماله حرام لا یقبل ولایأکل ما لم یخبره أن ذٰلک المال أصلهٗ حلال ورثهٗ أو استقرضهٗ، وإن کان غالب مالهٖ حلالا لا بأس بقبول هدیتهٖ والأکل منها.‘‘ (ہندیۃ، کتاب الکراہیۃ، الباب الثانی عشر: فی الہدایا والضیافات، قدیم زکریا دیوبند، ج:۵،ص:۳۴۳، جدید زکریا دیوبند، ج:۵،ص:۳۹۷)

’’غالب مال المهدي إن کان حلالا لا باس بقبول هدیتهٖ وأکل مالهٖ ما لم یتعین أنهٗ من حرام، وإن کان غالب ماله الحرام لا یقبلها ولا یأکل إلا إذا قال: إنهٗ حلال ورثهٗ أو استقرضهٗ.‘‘ (بزازیۃ علی ہامش الہندیۃ، الکراہیۃ، الفصل الرابع: فی الہدیۃ والمیراث، قدیم زکریا دیوبند، ج:۶،ص:۳۶۰، جدید زکریا دیوبند، ج:۳،ص:۲۰۳)

’’وفی عیون المسائل: رجل أهدی إلٰی إنسان أو أضافهٗ إن کان غالب مالهٖ من حرام لا ینبغی أن یقبل ویأکل من طعامهٖ ما لم یخبر أن ذلک المال حلال استقرضهٗ أو ورثهٗ، وإن کان غالب مالهٖ من حلال فلا بأس بأن یقبل الهدیة ویأکل ما لم یتبین لهٗ أن ذٰلک من الحرام.‘‘ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ، الکراہیۃ، الفصل السابع عشر: فی الہدایا والضیافات، مکتبہ زکریا دیوبند، ج:۱۸،ص:۱۷۵، رقم: ۲۸۴۰۵، مجمع الانہر، کتاب الکراہیۃ، فصل فی الکسب، ج:۴،ص:۱۸۶، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
ابوبکر سعید الرحمٰن	محمد عبدالقادر	محمد عمر رفیق
الجواب صحیح		متخصصِ فقہِ اسلامی
مفتی رفیق احمد بالاکوٹی		جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی